دین کی تفہیم میں امثال کی اہمیت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

محمد کریم خان☆

Abstract:

"Qur'an & Hadith are two basic sources to guide not only the Muslims but the whole mankind in all the aspects of life educational, social, political, econmical etc. Qur'an & Hadith give us the guidance by many ways. One of them is to impress by admonition of righteousness through parables. So in both Qur'an & Hadith, there are many examles explain the Oneness of Allah, prophethood, faith, ethics revolutionary measures, and many other topics. The importance and necessity of parables is described in this article."

مثل یا مثال کا لغوی معنی

یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی جمع امثال ہے یہ لفظ درج ذیل مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

مانند، نظیر، کہاوت، افسانہ، مشہور قول، تشبیہہ، عبرت، روایت، معیار، نمونہ، صفت، بات، دلیل، مقدار، ہم صورت، ہم شکل، کہانی، داستان، یکساں، ویسا ہی، موافق، جیسا، تصویر، صورت، حکایت۔(۱)

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی طور پر لفظ مثل اور امثال مختلف مفاہیم کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔ کسی غیر واضح اور غیر محسوس چیز کو واضح اور محسوس شئے کے ساتھ تشبیہہ دینا۔
۲۔ نگاہوں سے اوجھل چیز کا موجود شئے کے ذریعے استعارہ کے ساتھ مشاہدہ کروانا۔
۳۔ سانچہ یا نمونہ یا ناپ جس کے ذریعے کوئی چیز بنائی جائے۔
۴۔ کوئی حقیقی یا فرضی واقعہ جو عبرت ونصیحت کے طور پر بیان کیا جائے۔

☆ پی۔ ایچ۔ ڈی (سکالر)، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

۵۔ کوئی مشہور قول یا بات جس سے کوئی عبرت یا نصیحت حاصل کی جائے۔ (۲)

امثال کی فنی تعریف

ایک صورت حال کا دوسری صورتِ حال کے ساتھ پوری پوری مطابقت ہونا اور صورتِ حال کی پوری تصویر کا سامنے ہونا تمثیل کہلاتا ہے۔ (۳)

بلاغی لحاظ سے تمثیل کے اندر چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ ایجاز اللفظ ۲۔ اصابت المعنی ۳۔ حسن تشبیہ ۴۔ جودۃ الکنایۃ (۴)

حدیث مبارکہ جس میں کسی غیر واضح اور غیر محسوس صورتِ حال کو واضح اور محسوس صورتِ حال کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو۔

امثال الحدیث پر کتب

اس موضوع پر درج ذیل کتب لکھی گئی ہیں:

۱۔ الامثال فی الحدیث النبوی الشریف	ڈاکٹر محمد جابر الفیاض
۲۔ الامثال من الکتاب والسنۃ	الحکیم الترمذی
۳۔ امثال الحدیث	ڈاکٹر عبد المجید

اس کے علاوہ امثال القرآن اور صرف امثال پر بھی کافی کتب موجود ہیں۔ (۵)

مثال کا مقصد

مثال بیان کرنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی غیر واضح اور غیر محسوس حقیقت کو مخاطب کے فہم سے قریب تر لانے کے لیے کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جو واضح اور محسوس ہو، دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ جو چیز عام نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے مثال کے ذریعے گویا اس کا مشاہدہ کروایا جاتا ہے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں یہ طرز بیان بڑی کثرت کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ جن حقائق سے یہ دونوں آگاہ کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ تر غیر مرئی و غیر محسوس ہیں۔ اس لیے تمثیلات کا مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں تدبر کرنا قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے قرآن مجید میں ہے:

”وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون“ (۶)

ترجمہ: (اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔)

قرآن مجید نے بہت ساری باتیں ہمیں مثالوں کے ذریعے سمجھائی ہیں۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں مومن کی مثال بیان فرماتا ہے:

”ضرب الله مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فى السماء o تؤتى اكلها كل حين باذن ربها ط و يضرب الله الامثال

للناس لعلهم یتذکرون o''(۷)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال پاکیزہ درخت کے جیسی بیان فرمائی، جس کی جڑ قائم ہو اور شاخیں آسمان میں ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غور وفکر کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے)

اسی طرح کتب احادیث میں بے شمار باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو باتیں مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں ان کو عام کیا جائے اور لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتیں، نصیحتیں اور مسائل کو بیان کیا جائے تاکہ لوگ ان سے استفادہ کرسکیں۔

امثال الحدیث کی ضرورت واہمیت

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ محسوس اور مرئی اشیاء کی طرف جلد متوجہ ہوتا ہے اور ان کے متعلق قصص وامثال کو دلچسپی اور دلجمعی سے سنتا اور جلد اثر لیتا ہے۔ چنانچہ لوگوں کی اس فطرت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے جب اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تو اس میں لوگوں کی توجہ کے لیے مثالیں دے کر بات سمجھانے کا اسلوب اپنایا، تاکہ لوگ انہیں شوق سے پڑھیں، غور سے سنیں اور شعوری وغیر شعوری طور پر ان سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

قرآن مجید سے امثال

قرآن مجید نے ایمان نہ لانے والوں کی مثال بیان فرمائی:

''مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَارًاج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَاحَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّایُبْصِرُوْنَ o صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَایَرْجِعُوْنَ o''(۸)

ترجمہ: (ان کی مثال (جو ایمان نہیں لائے) اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو جب اس سے آس پاس روشن ہوگیا تو اللہ ان کی روشنی لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔ وہ بہرے گونگے ہیں اور لوٹنے والے نہیں ہیں۔)

کفار کی مثال قرآن مجید نے بیان فرمائی:

''مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءًط صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَایَعْقِلُوْنَ o''(۹)

ترجمہ: (کفار کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایسے شخص کو پکارے کہ جو چیخ وپکار کے علاوہ کچھ اور نہ سنے، وہ (کفار) بہرے گونگے اندھے اور بے عقل ہیں)

اسی طرح قرآن مجید میں اہلِ ایمان جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال بیان ہوئی۔

’’مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ o ‘‘(۱۰)

ترجمہ: (ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، اس دانہ کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں اور ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھائے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا علم والا ہے)

احادیث مبارکہ سے مثالیں

قرآن کریم کی اتباع میں حضور اکرم ﷺ نے بھی لوگوں کی رہنمائی کے لیے مثالوں سے اپنے کلام کو مزین کیا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مؤمن اور کافر کی مثال بیان فرمائی:

’’مثل المؤمن کمثل الخامة من الزرع تفیئها الریح تصرعها مرة وتعدلها اخری حتی تهیج ومثل الکافر الارزةالمجذ بة علی اصلهالا یفیئها شئی حتی یکون انجعافها مرة واحدة‘‘(۱۱)

ترجمہ: (مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے ہوا اُسے جھونکے دیتی ہے، ایک مرتبہ اسے گرا دیتی ہے، ایک مرتبہ اسے سیدھا کر دیتی ہے، یہاں تک کہ خشک ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے اس درخت کی ہے جو اپنے تنے پر کھڑا رہتا ہے، اسے کوئی بھی ہوا نہیں گراتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے منافق کی مثال بیان فرمائی:

’’مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بین الغنمین تعیر الی هذه مرة والی هذه مرة ‘‘(۱۲)

ترجمہ: (منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں)

چنانچہ ان مثالوں میں ہمارے لیے بے شمار عبر و نصائح موجود ہیں۔ ان مثالوں کی روشنی میں ہم اپنا حال بہتر بنا سکتے ہیں اور اپنے مستقبل کے لیے ایک روشن لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ امثال القرآن کی طرح امثال الحدیث بھی ہمارے لیے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا باہمی ربط وتعلق

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا کئی لحاظ سے آپس میں ربط وتعلق ہے، ذیل میں ہم باہمی ربط وتعلق کے چند نکات کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔

دونوں بذریعہ وحی

امثال القرآن اور امثال الحدیث دونوں کا ہم تک پہنچنے کا ذریعہ ایک ہی ہے اور وہ ذریعہ وحی

ہے۔ قرآن کی امثال بھی وحی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور حدیث کی مثالیں بھی بذریعہ وحی ہم تک پہنچی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ قرآن کی مثالیں وحی متلو ہیں اور حدیث کی امثال وحی غیر متلو ہیں۔(۱۳) ورنہ امثال القرآن کی وحی بھیجنے والا بھی وہی خالق و مالک ہے اور امثال الحدیث کی وحی بھیجنے والا بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔

حدیث کے وحی الٰہی ہونے اور محفوظ ہونے کے دلائل

جس طرح قرآن مجید وحی الٰہی ہے اسی طرح حدیث مبارکہ بھی وحی الٰہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''وَمَایَنطِقُ عَنِ الْھَوٰیoاِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیo''(۱۴)

ترجمہ: (وہ یعنی نبی کریم ﷺ اپنی مرضی سے نہیں بولتے بلکہ جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔
(وہ وہی کلام فرماتے ہیں)

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو وحی کہا گیا ہے اور اس سے قرآن کی طرح حدیث مبارکہ بھی مراد ہے۔(۱۵)

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی کتاب الاحکام فی اصول الاحکام میں قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو ذکر کرتے ہیں۔

''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o''(۱۶)

اس آیت مبارکہ سے آپ ثابت کرتے ہیں کہ حدیث رسول بھی وحی ہے اور ذکر سے مراد حدیث بھی ہے اور حدیث بھی محفوظ ہے۔

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے متنبہ کیا اور فرمایا کہ اس کے نبی کا کلام سب کا سب وحی ہے اور وحی بالاتفاق ذکر ہے اور ذکر محفوظ ہے۔ اس لیے یہ بات درست ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا کلام تمام کا تمام محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اور اس نے ضمانت دی ہے کہ اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوگا۔ اس لیے جس چیز کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے وہ یقیناً محفوظ رہے گی۔ پس کلام نبوی ﷺ ہم تک سب کا سب منقول ہو چکا ہے اور اس بناء پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہم پر ہمیشہ کیلئے قائم ہو چکی ہے۔''(۱۷)

۲۔ دونوں ایک ہی شخصیت کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں

جس طرح امثال القرآن کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر کی اور حضور ﷺ کے ذریعے یہ مثالیں ہمارے کانوں تک پہنچیں، بالکل اسی طرح امثال الحدیث کی وحی بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر کی۔ اور حضور اکرم ﷺ کے ذریعے یہ مثالیں ہماری راہنمائی کا باعث بنیں۔ چنانچہ اس سے بڑھ کر اور کیا

ربط اور تعلق ہوگا کہ دونوں طرح کی امثال کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نازل کی اور آپ ﷺ کے ذریعے ہم آج ان سے عبرت اور راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

قرآن اور حدیث دونوں ایک ہی شخصیت کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

> ’’عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه وحدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علی قال ھمام احسبه قال متعمدا فلیتبوا مقعده من النار‘‘(۱۸)

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ مجھ پر تو قرآن بھی نازل ہوتا ہے اور حدیث بھی۔ میں تو تمہیں قرآن بھی بیان کرتا ہوں اور حدیث بھی۔ مگر اے میرے صحابہ اس وقت جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے مجھ سے سوائے قرآن کے کوئی چیز نہ لکھو تاکہ قرآن اور حدیث کا آپس میں التباس نہ ہو اور جس کسی نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کوئی چیز لکھی وہ اسے مٹا دے۔ اس فرمان کے ساتھ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں مجھ سے زبانی روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھ سے زبانی روایت کرو اور جس کسی نے میری طرف سے کوئی جھوٹی بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

> ’’اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت صرف قرآن کریم لکھنے کا اہتمام کرو۔۔۔ اس وقت فقط قرآن کریم کی کتابت کا اہتمام ضروری ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے خاص اہتمام تو کتابت قرآن کا فرمایا، کاتبین وحی مقرر فرمائے البتہ جن لوگوں نے از خود حدیث نبوی ﷺ کی کتابت کی اجازت چاہی ان کو اجازت دے دی اور بوقت ضرورت خود بھی خاص خاص احکام اور خاص خاص خطبوں کے لکھنے کا حکم دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ کتابت حدیث میں ذرہ برابر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ امر مستحسن ہے۔‘‘(۱۹)

مذکورہ اقتباس میں دو مقامات پر ’’اس وقت کے‘‘ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ممانعت کتابت بھی ایک خاص وقت کے لیے تھی۔ اور پھر حدیث کی روایت کی ممانعت تو اس وقت بھی نہ تھی۔ مولانا کاندھلوی کا یہ فقرہ کہ ’’اس وقت فقط قرآن کریم کی کتابت کا اہتمام ضروری ہے‘‘ بتا رہا ہے کہ اس خاص وقت میں بھی صرف اور صرف قرآن اور حدیث کے آپس میں خلط ملط ہونے کی وجہ سے ممانعت تھی اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہ تھی۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ پورا کا پورا قرآن جس میں امثال القرآن بھی شامل ہیں حضور ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا اور پوری کی پوری حدیث جس میں امثال الحدیث بھی شامل ہیں، حضور ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور ان دونوں کو ہم تک پہنچانے والی شخصیت صرف اور صرف ایک حضور ﷺ ہی ہیں۔

۳۔ امثال القرآن کی امثال الحدیث سے وضاحت

قرآن مجید ایک جامع کتاب ہے۔ اس میں ہمارے لیے پوری زندگی کے لیے رہنما اصول موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مضامین تفصیل سے بیان کیے ہیں اور بعض اختصار کے ساتھ۔ پھر ان مضامین کی جملہ تفاصیل حضور اکرم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بیان فرمائیں۔ اسی طرح قرآن مجید نے بعض امثال کو اختصار کے ساتھ بیان کیا اور ان امثال کی تفصیل آپ ﷺ نے بیان فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

’’اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ‘‘(۲۰)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان فرمائی جیسے پاکیزہ درخت کی جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں)

اس مثال کی مزید تشریح نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت کی مثال سے بیان فرمائی جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

’’عن عبدالله بن عمر يقول :قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم :"اخبرونى بشجرة كالرجل المسلم تؤتى اكلها كل حين باذن ربها، لا يتحاث ورقها؟ ثم قال :هى النخلة‘‘(۲۱)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسے درخت کی خبر دو جو مسلمان مرد کی مثل ہوتا ہے اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے پھر فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے)

لہٰذا قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بھی ہمیں امثال الحدیث کی ضرورت ہے۔

۴۔ مقصدیت کے لحاظ سے آپس میں ربط و تعلق

کسی چیز کی اچھائی یا برائی کا تعلق اس کے مقصد تخلیق سے ہے۔ اچھا مقصد اچھائی اور برا مقصد برائی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

’’انما الاعمال بالنيات وانمالأمرى مانوى فمن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او الى امرأته ينكحها فهجرته الى ماهاجراليه(۲۲) وفى حديث اخر فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله‘‘(۲۳)

ترجمہ: (بے شک عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر کسی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ جس نے دنیا کی نیت کی اسے وہی ملے گی یا جس نے عورت کے لیے ہجرت کی وہ اس سے نکاح کرے گا۔ پس ہر کسی کے لیے وہی ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کی تو اس سے اللہ اور اس

کا رسول راضی ہوگا)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ جس مقصد کیلئے کوئی کام کیا جائے اس کا صلہ ویسے ہی ہوگا۔

''من بنی مسجداللّٰہ بنی اللّٰہ له بیتا فی الجنة ''(۲۴)

ترجمہ: (جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا)

لیکن اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ایک مسجد ایسی بھی ہے کہ جو کچھ لوگوں نے بنائی وہ بظاہر اس میں نمازیں بھی پڑھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جنت میں گھر بنانا تو کجا، الٹا اس مسجد کو ہی گرانے کا حکم دیا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گرانے کے لیے آدمی روانہ کیے۔(۲۵) اس مسجد کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا وَتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ط وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی وَاللّٰہُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ''(۲۶)

ترجمہ: (اور وہ جنہوں نے مسجد نقصان پہنچانے، کفر کے لیے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے بنائی اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ بے شک وہ جھوٹے)

امثال القرآن اور امثال الحدیث کا مقصد ایک ہے مقصدیت کے لحاظ سے ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے جو مقصد امثال القرآن بیان کرنے کا ہے بالکل وہی مقصد امثال الحدیث کے ذکر کرنے کا ہے۔ ان دونوں کا مقصد لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دینا اور عبرت ونصیحت دلانا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ''(۲۷)

ترجمہ: (یہ امثال ہم لوگوں کے لیے اس لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں)

لہٰذا یہ واضح ہوا کہ امثال القرآن اور امثال الحدیث دونوں کا مقصد لوگوں کو درس عبرت و نصیحت دینا ہے چنانچہ یہ مقصد واحد اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ امثال القرآن اور امثال الحدیث کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے اور اس سے گہرا تعلق کیا ہوسکتا ہے کہ دونوں ایک ہی مقصد کے تحت بیان کیے گئے ہیں۔ دونوں لوگوں کی اصلاح اور پاکیزگی چاہتے ہیں اور انہیں خدا کے احکام کی پیروی کا پابند بنانا چاہتے ہیں دونوں کا مقصد برائی کا خاتمہ اور نیکی کی ترویج ہے دونوں میں عبرت اور نصیحت کے بے بہا خزانے موجود ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم کس حد تک عبرت ونصیحت حاصل کرتے ہیں۔

امثال الحدیث

اب احادیث مبارکہ سے کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہے، جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایک مثال میں ہمارے لیے کتنی عبرتیں، نصیحتیں اور مسائل کلامی وفقہی بیان فرمائے ہیں:

> ''عن ابی موسی عن النبی صلی اللہعلیه وآله وسلم قال :''ان مثل ما بعثنی الله به عز و جل من الهدیٰ والعلم کمثل غیث اصاب ارضا فکانت منها طائفة طيبة قبلت المآء فانبت الکلأ والعشب الکثیر وکان منها اجادب امسکت المآء فنفع اللہ بها الناس فشربوا منها وسقوا ورعوا واصاب طائفة منها اخریٰ انما هی قیعان لا تمسك ماء ولا تنبت کلأ فذلك مثل من فقه فیدین اللہ و نفعه بما بعثنی اللہ به فعلم وعلم و مثل من لم یرفع بذلك رأسا ولم یقبل هدی اللہ الذی ارسلت به''(۲۸)

ترجمہ: (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ہدایت اور علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا، اس کی مثال زوردار بارش جیسی ہے، جو عمدہ زمین پر برسی تو وہ اسے قبول کر کے گھاس اور خوب سبزہ اُگاتی ہے جب کہ زمین کا بعض حصہ سخت ہوتا ہے جو پانی کو روک لیتا ہے تو لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں کہ پیتے ہیں، پلاتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ جب کہ کچھ بارش دوسرے حصے پر برسی جو چٹیل میدان ہے۔ نہ پانی کو روکے اور نہ سبزہ اُگائے۔ پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور نفع حاصل کیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے یعنی اسے سیکھا اور سکھایا ہے۔ جب کہ وہ دوسرے کی مثال جس نے سر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا ہے)

اس مثال سے علماء کرام نے درج ذیل مسائل کا استنباط کیا ہے:

☆ دین اسلام کا مقصد لوگوں کی ہدایت و رہنمائی ہے۔ ☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ ☆ علم خود مقصود نہیں بلکہ ہدایت کا ذریعہ ہے۔(۲۹) ☆ علم دین کو سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہی نجات کی راہ ہے۔ ☆ علم دین سے منہ موڑنا گمراہی ہے۔ ☆ نبی کریم ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، ہدایت و نجات کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ ☆ آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد دین اسلام کے علاوہ باقی ادیان میں انسانیت کی نجات نہیں ہے۔ ☆ علم دین کو سیکھنا اور سکھلانا بہت بڑی نیکی ہے۔ ☆ علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے اور عمل کیلئے علم ضروری ہے۔(۳۰) ☆ علم دین خود سیکھ کر دوسرے تک پہنچانا دینی فریضہ ہے اور دین پھیلانے کے جو ذرائع ہیں انہیں استعمال میں لانا بھی دینی فریضہ ہے۔ اس وقت جو زبانیں مروج ہیں جیسے انگریزی،

فرانسیسی، جاپانی وغیرہ ان کو سیکھنا اور پھر ان لوگوں تک دین کی تبلیغ پہنچانا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے۔(۳۱) ☆تبلیغ دین کے لیے عالم ہونا لازم ہے۔(۳۲)

’’عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰهعلیه وآله وسلم: ’’مثل البخیل والمتصدق مثل رجلین علیهما جبّتان من حدید اذاهم المتصدق بصدقةاتسعت علیه حتی تعفی اثره اذاهم البخیل بصدقة تقلصت علیه وانضمت یداه الی ترا قیه وانقبضت کل حلقة الی صاحبتها‘‘(۳۴)

ترجمہ: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر دو زرہیں لوہے کی ہوں۔ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرے تو وہ اس پر کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشانات کو مٹا دے اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس پر تنگ ہو جائے اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جائیں اور ہر حلقہ دوسرے حلقہ میں گھس جائے)

اس مثال سے شارحین نے درج ذیل مسائل مستنبط کیے ہیں:

☆صدقہ کرنا باعث کشادگی ہے۔ ☆بخل کرنا باعث تنگی ہے۔ ☆مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانا باعث نجات ہے۔(۳۵) ☆طاقت ہونے کے باوجود فائدہ نہ دینا، باعثِ ہلاکت ہے۔ ☆اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سخی کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔(۳۶) ☆سخی سے برائیاں اور گناہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں۔ ☆بخیل سے گناہ چمٹے رہتے ہیں۔(۳۷) ☆سخی آدمی کو سخاوت، مصیبتوں اور آفات سے بچاتی ہے۔(۳۸) ☆بخیل کنجوسی کی وجہ سے آفات و بلیات میں گھرا رہتا ہے۔(۳۹) ☆سخی کا سینہ کشادہ، دل خوش اور ہاتھ دل کی اطاعت کرتا ہے۔ ☆بخیل کا دل تنگ اور کڑھتا رہتا ہے۔(۴۰)

’’حدثنا مسلم بن ابراهیم حدثناابان عن قتادة عن انس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰهعلیه وآله وسلم: ’’مثل جلیس الصالح کمثل صاحب المسك ان لم یصبك منه شئ اصابك من ریحه ومثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبك من سواده اصابك من دخانه‘‘(۴۱)

ترجمہ: (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشین کی مثال خوشبو والے کی طرح ہے۔ اگر تو اس سے کچھ نہ بھی خریدے تو عمدہ خوشبو کو اس سے پا ہی لے گا اور بُرے ہم نشین کی مثال بھٹی دھونکانے والے کی طرح ہے اگر تو اس کی سیاہی سے بچ بھی جائے تو اس کا دھواں تجھے ضرور پہنچے گا)

اس مثال سے درج ذیل مسائل کا استنباط کیا گیا ہے:

☆نیک آدمی کی صحبت آدمی کو نیک بنا دیتی ہے۔ ☆بُرے آدمی کی صحبت سے برائیاں

پیدا ہوتی ہیں۔ ☆ مشک پاک اور طیب چیز ہے۔(۴۲) ☆ آدمی کی پہچان اس کے دوستوں سے ہوتی ہے اگر دوست اچھے ہوں تو خود بھی اچھا ہوگا اور اگر وہ بُرے ہوں گے تو خود بھی بُرا ہوگا۔(۴۳) ☆ نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔(۴۴) ☆ بُرے آدمیوں کی دوستی اور بیٹھک سے اجتناب کرنا چاہیے۔(۴۵) ☆ بُری مجلس سے بچنے سے آدمی کا دین اور دنیا محفوظ ہوتی ہے۔(۴۶) ☆ اچھی مجلس میں بیٹھنے سے بندہ کو دینی اور دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔(۴۷)

حوالہ جات

۱۔ زبیدی، محمد مرتضیٰ، ابوفیض، تاج العروس من جواھر القاموس، مطبوعہ دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ل، ۶۸۰/۱۵

۲۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، ابوالفضل جمال الدین الافریقی المصری، لسان العرب، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۶۱۳/۱۱

۳۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ط ۱۱، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۵، ۱۳۰/۱

۴۔ خفاجی، احمد بن محمد، شہاب الدین، عنایۃ القاضی وکفایۃ الراض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۵۶۵/۱

۵۔ ان تمام کتب کی تفصیل مجلّہ، القلم، ج ۷، شمارہ ۷، عنوان: قرآنی امثال کی اہمیت اور اردو ادب پر اس کے اثرات، ص ۱۵ تا ۱۷ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

۶۔ الحشر ۵۹:۲۱

۷۔ ابراہیم ۱۴:۲۴۔۲۵

۸۔ البقرۃ ۲:۱۷۔۱۸

۹۔ ایضاً: ۱۷۱

۱۰۔ ایضاً: ۲۶۱

۱۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح البخاری (موسوعۃ الحدیث الشریف)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، المطبعۃ الثالثۃ، محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، المرضی، رقم ۶۵۰۵، ص ۵۴۶

۱۲۔ مسلم، ابن حجاج، القشیری، الجامع الصحیح المسلم (موسوعۃ الحدیث الشریف)، مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع الریاض، المطبعۃ الثالثۃ، محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، صفات المنافقین، رقم ۷۰۴۳، ص ۱۱۶۳

۱۳۔ عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، مطبوعہ دار العلوم کراچی، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء، ص ۴۰

۱۴۔ النجم ۵۳:۳۔۴

۱۵۔ ضیاء القرآن، ۱۱/۵

۱۶۔ الحجر ۱۵: ۹

۱۷۔ الاحکام فی اصول الاحکام، ۱/۹۹

۱۸۔ مسلم، الزہد، رقم ۷۵۱۰، ص ۱۱۹۷

۱۹۔ کاندھلوی، محمد ادریس، حجیت حدیث، مطبوعہ ایم ثناء اللہ خان اینڈ سنز ریلوے روڈ لاہور، ص ۱۱۳

۲۰۔ ابراہیم ۱۴: ۲۴

۲۱۔ بخاری، العلم، رقم ۶۱، ص ۷

۲۲۔ بخاری، بدء الوحی، رقم ۱، ص ۱

۲۳۔ ایضاً، الایمان، رقم ۵۴، ص ۷

۲۴۔ مسلم، الزہد، رقم ۷۴۷۰، ص ۱۱۹۴

۲۵۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ط۱، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ۲/۷۲۳۴

۲۶۔ التوبۃ ۹: ۱۰۷

۲۷۔ الحشر ۵۹: ۲۱

۲۸۔ بخاری، العلم، رقم ۷۹، ص ۹

۲۹۔ عینی، محمود بن احمد، ابومحمد بدرالدین، عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری، دارالحدیث، ملتان، ۲/۱۱۰

۳۰۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، ابوالفضل شہاب الدین، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ۱/۱۷۶

۳۱۔ بجنوری، احمد رضا، انوار الباری شرح صحیح البخاری، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۲۵ھء، ۵/۱۱۸

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ نسائی، شعیب بن علی، ابوعبدالرحمٰن احمد، سنن النسائی (موسوعۃ الحدیث الشریف)، الزکوۃ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، المطبعۃ الثالثۃ، محرم ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، رقم ۲۵۴۹، ص ۲۲۵۲،

۳۴۔ امجدی، شریف الحق، نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ط۱، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ۲/۹۲۰

۳۵۔ ابن بطال، علی بن خلف، ابوالحسہ، شرح ابن بطال، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء، ۳/۴۲۲

۳۶۔ رضوی، محمود احمد، فیوض الباری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مکتبہ رضوان لاہور، ۶/۴۵

۳۷۔ نووی، یحیٰی بن شرف، ابوزکریا محی الدین، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، اردن، ط۵، ۲۰۰۷ء، ص ۶۴۸

۳۸۔ لاشین، موسیٰ شاہین، پروفیسر ڈاکٹر، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، دارالشروق، القاھرہ، مصر، ط۲، ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء،

۳۴۸/۴

۳۹۔ قسطلانی، احمد بن محمد، ابوالعباس، شہاب الدین، ارشادالساری لشرح صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج۲، ص۲۰۰۹ء، ۵۶۴/۳

۴۰۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داؤد (موسوعۃ الحدیث الشریف)، الادب، رقم ۴۸۲۹، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، المطبعۃ الثالثۃ، محرم۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ص۱۵۷۸

۴۱۔ نزھۃ القاری، ۴۶۳/۳

۴۲۔ عمدۃ القاری، ۳۷۶/۸

۴۳۔ سہارنپوری، خلیل احمد بذل المجھود فی حل ابی داؤد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۴۲/۱۹

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ شمس الحق، محمد، عظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۷۸/۱۳

۴۶۔ ایضاً